کذب وافترا کا نیا ریکارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والوں کو قرآن حکیم میں سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے: "وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللہِ....." آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بدترین جرم اور مسخ عقل وفطرت کی علامت ہے، ارشاد نبوی ہے: "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔" مرزا غلام احمد "مسیح قادیان" تو اس دائمی ضلالت کی سرگردانی میں مدۃ العمر مصروف رہے، مگر اس کذب وافترا کی ایک تازہ مثال مرزائی مولوی فاضل ابوالعطا اللہ دتہ جالندھری صاحب نے پیش کی ہے، سنئے:

افترا علی اللہ:

> "اسلام نے سورج اور چاند کے گرہن کا ذکر فرمایا ہے، قرآن پاک نے اسے مختلف پیرایوں میں انقلاب عظیم اور قیامت کی نشانی بھی ٹھہرایا ہے۔" (الفضل ربوہ ۹/دسمبر ۱۹۷۴ء)

سورج یا چاند گہن کا قیامت کی نشانی ہونا، مرزائیوں کی "مسیحی انجیل"

(’’انجیل‘‘ (البشریٰ) مسیح قادیان صاحب کی وحی و الہام کا مجموعہ ہے) میں کہیں لکھا ہوتو ہو، مگر قرآن پاک میں کہیں اس کا نام ونشان نہیں، اسے قرآن کی جانب منسوب کرنا محض کذب اور افترا علی اللہ ہے۔

افترا علی الرسول:

اللہ دتہ صاحب مزید لکھتے ہیں:

’’رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ میری امت کی رہبری و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمائے گا، اس کی شناخت کے سلسلہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا: ’’ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ...الخ.‘‘ (دارقطنی ص:۱۸۸) کہ ہمارے مہدی کے لئے یہ دو نشان مقرر ہیں اور یہ نشان ہمارے ہی امام مہدی کے ظہور کے ساتھ مختص ہیں، اسی کے لئے بطور دلیل صداقت ظاہر ہوں گے، اور یہ صورت ابتدائے دنیا سے امام مہدی کے وقت میں ہی پیدا ہوگی، یعنی یہ کہ:

۱:......امام مہدی ہونے کا دعویدار موجود ہو۔

۲:......رمضان کا مہینہ ہو۔

۳:......چاند کی تاریخہائے خسوف میں سے اسے پہلی تاریخ کو گرہن لگے۔

۴:......سورج کی تاریخہائے کسوف میں سے اسے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے۔‘‘ (حوالہ بالا)

اس عبارت میں ’’مسیحی مولوی فاضل‘‘ نے دو وجہ سے افترا علی الرسول کیا

ہے۔

اول:...... یہ کہ موصوف نے دارقطنی کا حوالہ دیا ہے، اور اس میں یہ قول امام باقرؒ کی جانب منسوب کیا گیا ہے، اور محدثین کی تصریح کے مطابق یہ نسبت بھی محض غلط اور بازاری گپ ہے، جو عمرو بن شمر اور جابر جعفی ایسے کذابوں نے حضرت امام باقرؒ کے سر دھری تھی، مگر ان ''بزرگوں'' کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس وضعی اور من گھڑت افسانے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس سے منسوب کرڈالیں، مگر شاباش! اور صد آفرین! کہ مسیح قادیان کے مسیحی مولوی فاضل اللہ دتہ جالندھری نے اس افترائی روایت کو ارشادِ نبویؐ قرار دے کر کذب و افترا کا نیا ریکارڈ قائم کردیا:

''ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند''

دوم:...... یہ کہ موصوف نے اس موضوع روایت کے اصل الفاظ ذکر نہیں کئے، نہ ان کا ترجمہ کیا، بلکہ اس جھوٹی روایت کی خودساختہ تشریح اور من مانا مفہوم گھڑ کر اس کو فرمودۂ رسول بتادیا، یہ کذب در کذب (ڈبل جھوٹ) بھی مسیح قادیان کی ''مسیحی امت'' کا ہی کارنامہ ہوسکتا ہے۔ ابوالعطاء جالندھری صاحب مولوی فاضل ہیں، پیر کہن سالہ ہیں، انہیں خوب علم ہے کہ یہ روایت سراپا کذب ہے، مگر ان کی مشکل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کے حق میں جس قدر صحیح حدیثیں کتب صحاح میں موجود ہیں، ان میں سے ایک بھی تو ان کے ''خانہ ساز مہدی'' پر چسپاں نہیں ہوتی، اس لئے انہوں نے اپنے مہدی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی تقلید میں من گھڑت روایتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کا راستہ اختیار کرلیا، حالانکہ عقل کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس گرداب سے نکلنے کی ہمت کرتے، لیکن: وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَالَهٗ مِن نُّوْرٍ!

تاریخی جھوٹ:

ابوالعطأ صاحب مزید لکھتے ہیں:

> "یہ (مذکورۂ بالا) چاروں امور دنیا کی تاریخ میں صرف ایک ہی دفعہ سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مہدویت کے وقت ۱۳۱۱ھ میں جمع ہوئے، نہ اس سے پہلے ایسا واقعہ ہوا، نہ آئندہ کبھی یہ چاروں امور اکٹھے ہوں گے۔"
> (حوالہ بالا)

مسیحی مولوی فاضل کا یہ دعویٰ کہ کسوف وخسوف کا رمضان میں اجتماع صرف ۱۳۱۱ھ میں ہوا، خالص تاریخی جھوٹ ہے، کیونکہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں (۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک) ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع کسوفین ہوا۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے ساتویں سال رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق جولائی ۱۸۵۱ء میں ۱۳؍ اور ۲۸؍ رمضان کو خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا (دیکھئے "رئیس قادیان" جلد دوم ص:۱۹۹، مؤلفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری)۔

اسی طرح "مسیحی مولوی فاضل" صاحب کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر لغو ہے کہ: "۱۳۱۱ھ کا اجتماع خسوف وکسوف صرف ان کے "مسیح قادیان" کے لئے نشانِ صدق تھا۔" کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدیٔ سوڈانی مسندِ مہدویت پر جلوہ افروز تھا، اگر اس بے سروپا گپ سے مسیح قادیان کی مہدویت کا ثبوت نکلتا ہے تو مرزائی امت کو مہدیٔ سوڈانی کی "بعثت" پر بھی ایمان لانا چاہئے۔

ہمیں قادیانی امت کی اس دیدہ دلیری اور جرأت بے جا پر افسوس ضرور ہے، مگر اس پر ذرا بھی تعجب نہیں کہ وہ خدا ورسول پر دروغ بافی اور افترأ پردازی کیوں کرتے ہیں؟ اور تاریخ کے انمٹ حقائق سے آنکھیں بند کرکے واقعات کو کیوں مسخ کرتے ہیں؟ ہمیں معلوم ہے کہ اہل باطل زنادقہ کا دامن دلیل وبرہان کے جوہر سے

ہمیشہ خالی رہا ہے، ان کے صغریٰ، کبریٰ کی کل کائنات اِدھر اُدھر کے زٹلیات، بے سروپا افسانے اور من گھڑت روایات کا پلندہ رہا ہے، ان کے دعاویٔ باطلہ کا کھوٹا سکہ مسخ حقائق کی اندھیر نگری میں ہی چل سکتا ہے، زنادقہ کی یہی تکنیک مرزا غلام احمد ''مسیح قادیان'' نے اختیار کی اور کانٹوں کے اسی جنگل میں ایک صدی سے ان کی ''مسیحی امت'' بھٹک رہی ہے: ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء!

گدی، سازش اور ڈھونگ:

قارئین کو علم ہے کہ مسیح قادیان کی ''مسیحی امت'' کے دو بڑے فرقے ہیں: لاہوری اور قادیانی ثم ربوی۔ ہمیں فرقہ ربویہ سے زیادہ لاہوری پر رحم آتا ہے، مرزا صاحب کی مسیحی نبوت کے تمام فوائد (از قسم گدی نشینی وغیرہ) تو فرقہ ربویہ نے سمیٹ لئے، مگر مسیح صاحب کے دامن مسیحیت سے وابستہ ہونے کے سبب لاہوری فرقہ بھی ۷/ستمبر کے آئینی فیصلہ کی رُو سے خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ لاہوری فرقہ کا آرگن ہفت روزہ ''پیغام صلح'' متواتر صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے کہ ہم تو حضرت مسیح قادیان کو چودھویں صدی کا مجدد ہی مانتے ہیں، ہمیں آئینی فیصلے کی زد میں کیوں لایا گیا؟ اس سلسلہ میں ''پیغام صلح'' کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

> ''مولانا نور الدین صاحب خلیفہ جماعت احمدیہ کے بعد حضرت مرزا صاحب (مسیح قادیان) کے لڑکے مرزا بشیرالدین محمود نے، جو کہ اپنی ''انصار اللہ'' پارٹی کی سازش اور کوششوں سے خلیفہ ثانی بنا اور جس نے اپنی گدی اور خلافت کو مضبوط کرنے کے لئے یہ عقیدہ تراشا کہ جو کوئی مسلمان خدا کے مامور (مرزا غلام احمد) کو نہ مانے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔''

(مرزا غلام احمد صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کو نہ ماننے والے کافر، جہنمی اور مردہ ہیں، ان کے ساتھ نماز پڑھنا مرزائیوں کے لئے حرام اور قطعی حرام ہے، ورنہ ان کے عمل حبط ہوجائیں گے۔ حوالے کے لئے دیکھئے: حقیقۃ الوحی ص:۱۷۹، انجام آتھم ص:۶۲، تذکرہ ص:۳۴۳ طبع دوم، اربعین نمبر:۳ ص:۳۴۔ ناقل)

''مرزا محمود احمد صاحب جماعت قادیان کے خلیفہ اور مطاع الکل بنے رہے اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان بننے پر قادیان سے ہجرت کرکے پاکستان آگئے، اور ربوہ شہر کی بنیاد رکھی، احمدیہ لاہوری جماعت کا ربوہ والوں سے کوئی اشتراک عمل وعقائد نہ تھا، اور نہ اب ہے۔''

''یہ بات کہ مرزا محمود احمد صاحب نے صرف اپنی خلافت اور خاندانی گدی قائم کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا تھا، اس امر سے ثابت ہے کہ ۱۹۵۳ء کے منیر انکوائری کمیشن کے سامنے مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد کو صرف اسی قسم کا نبی قرار دیا جس کے انکار سے کوئی مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوجاتا۔''

(ہفت روزہ پیغام صلح، لاہور ۴؍دسمبر ۱۹۷۴ء ص:۸، ۹ ملخصاً)

خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نبی ہونے پر تو دونوں پارٹیوں کا اتفاق ہے، صرف ''نبوت کی کوالٹی'' میں اختلاف ہے کہ وہ اعلیٰ کوالٹی کے نبی تھے یا گھٹیا کوالٹی کے۔

ہم ''پیغام صلح'' کی ان تصریحات پر تبصرہ کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اس بات

کا انتظار کریں گے کہ "قصر خلافت" ربوہ کا عملہ اس گدی، سازش اور ڈھونگ پر کوئی تبصرہ کرتا ہے، یا بقول مرزا غلام احمد صاحب "صم، بکم، عمی" رہنے کو تقاضائے مصلحت سمجھتا ہے۔ البتہ لاہوری فرقہ کی خدمت میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ سوال ربوہ والوں سے اشتراک عمل و عقائد کا نہیں بلکہ مرزا غلام احمد صاحب سے اشتراک عمل و عقائد کا سوال ہے۔ اگر آپ مرزا غلام احمد صاحب کے ملحدانہ دعاوی اور عقائد و نظریات پر دوحرف بھیج کر اظہار نفرین کرنے کے لئے آمادہ ہوں تو بسم اللہ! تشریف لایئے! اسلام کے دروازے آپ کے لئے بند نہیں، دیکھنا صرف یہ ہے کہ آپ کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا نام نہاد "بروز محمد" (غلام احمد) سے؟

(ماہنامہ بینات کراچی صفر ۱۳۹۵ھ)